بدو فهة النواذل في مسألة مسح الجوارب

جرابوں پر مسح کیوں جائز نہیں؟

غیر مقلدین کا اعتراض اور اس کا تفصیلی جواب

بنام

جرابوں پر مسح کی تحقیق

مصنف

مولانا ابو محمد احمد رضا عطاری حنفی

Islamic Researcher & Jurisprudence Escolar

"جرابوں پر مسح کیوں جائز نہیں؟" غیر مقلدین کا اعتراض اور اس کا تفصیلی جواب

بدو فهة النواذل في مسألة مسح الجوارب

جرابوں پر مسح کی تحقیق

مصنف

مولانا ابو محمد عبید عطار

احمد رضا عطاری حنفی

Islamic Researcher &
Jurisprudence Escolar Spain

یادداشت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ وعلی الك واصحبك یا حبیب اللہ

اسم الکتاب: بدو فهة النواذل فی مسألة مسح الجوارب

نام کتاب: جرابوں پر مسح کی تحقیق

مصنف: عبید عطار ابو محمد احمد رضا عطاری حنفی عفی عنه

نظر ثانی: ابو احمد مفتی محمد انس رضا عطاری قادری مد ظله العالی

صفحات: 35

ناشر: احناف پبلیشر

...

عرض

محترم قارئیں کرام! اس کتاب کو اغلاط سے پاک رکھنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے، مگر انسان خاطی ہے۔ اگر دوران مطالعہ کسی قسم کی کوئی غلطی پائیں تو براہِ کرم تحریراً اصلاح کر کے مشکور ہونے کا موقع عنایت فرمائیں۔

فہرست

انتساب

امام الآئمہ کاشف الغمہ سراج الامہ امام نعمان بن ثابت

المعروف

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْقَادِرِ الْكَرِيْمِ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ، سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ مَخْلُوْقٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهِ الْقَائِمِيْنَ بِالْحُقُوْقِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بسمِ اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحِيم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللّٰہ وعلی آلک واصحبک یاحبیب اللّٰہ

بدو فهة النواذل في مسألة مسح الجوارب

جرابوں پر مسح کی تحقیق

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عام اونی یا سوتی جرابوں پر مسح کیوں جائز نہیں؟ جبکہ ابو الاعلی مودودی صاحب اور ان کے پیروکار اسے درست قرار دیتے ہیں نیز حدیث سے بھی اس کا جواز ثابت کرتے ہیں اس کے علاوہ سننے میں آیا ہے کہ ابن تیمیہ بھی اسے جائز قرار دیتے تھے تو آخر حنفی لوگ کیوں اس پر اتنی سختی کرتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللّٰھم ھدایۃ الحق و الصواب

عام اونی یا سوتی جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ باریک ہوتی ہیں، پانی کو پاؤں تک پہنچنے سے مانع نہیں ہوتیں اور نہ ہی صرف ان کو پہن کر مسلسل کئی میل کا سفر کیا جا سکتا ہے۔ ایسی باریک جرابوں پر مسح کرنے کی ممانعت صرف احناف کے نزدیک ہی نہیں بلکہ تمام آئمہ مجتہدین کے نزدیک ایسی باریک جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔

مذاہب اربعہ سے نصوص

فقہ حنفی کے عظیم عالم، ملک العلما امام ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی (المتوفی: 587ھ/1191ء) لکھتے ہیں: " فإن كانا رقيقين يشفان الماء، لا يجوز المسح عليهما بالإجماع "ترجمہ: پس اگر جرابیں اتنی باریک ہوں کہ پانی کو(نیچے جلد کی طرف) چھن جانے دیں تو **بالاجماع ان پر مسح جائز نہیں**۔

(البدائع الصنائع، کتاب الطهارة، جلد نمبر1، صفحہ نمبر141، مطبوعہ: دار الكتب العلمية بيروت)

فقہ مالکی کے فقیہ علامہ قاضی عبد الوہاب بغدادی مالکی (المتوفی 422ھ) لکھتے ہیں: "ولا يجوز المسح على الجوربين غير المجلدين... لأنه لا يمكن متابعة المشي فيهما كما لو لف على رجليه خرقة "ترجمہ: غیر مجلد جرابوں پر مسح جائز نہیں... کیونکہ ان کے ساتھ مسلسل چلنا ممکن نہیں، جیسا کہ اگر کوئی شخص اپنے پاؤں پر کپڑے کا ٹکڑا لپیٹ لے (تو چند میل صرف اسی کو پہن کر چلنے سے اس کی حالت غیر ہو جائے گی کہ اس کے ساتھ عادۃ چلنا دشوار ہو گا۔)

(المعونة على مذهب عالم المدينة، کتاب الطهارة، جلد نمبر1، صفحہ نمبر 138، مطبوعہ: المكتبة التجارية، مكة المكرمة)

صاحبِ امام شافعی، ابو ابراہیم اسماعیل بن یحیٰ المزنی (المتوفی 264ھ) لکھتے ہیں: "ولا يمسح على الجوربين إلا أن يكون الجوربان مجلدي القدمين إلى الكعبين حتى يقوما مقام الخفين "ترجمہ: جرابوں پر مسح نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ جرابیں دونوں پاؤں میں ٹخنوں تک چمڑا لگائی گئی ہوں یہاں تک کہ چمڑے کے

موزوں کے قائم مقام ہو جائیں۔
(مختصر المزني، باب الطهارة، جلد نمبر 8، صفحه نمبر 102، مطبوعه: دار الفکر، بیروت)

تلمیذِ امام احمد بن حنبل ابو محمد حرب بن اسماعیل کرمانی (المتوفی 280ھ) لکھتے ہیں: " ورأيت أحمد مرة أخرى رأى في رجلي جوربا رقيقا قد استرخى من الساق، فقال: لا يجوز عليه المسح؛ لأنه ليس يثبت على المكان "ترجمہ: اور میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو دوسری کسی مرتبہ دیکھا، آپ نے میرے پیر میں باریک جراب دیکھی جو پنڈلی سے لٹکی ہوئی تھی تو فرمایا: اس پر مسح جائز نہیں کیونکہ یہ اپنی جگہ خود ٹھہر نہیں سکتی۔
(مسائل حرب الكرماني، كتاب الطهارة، جلد نمبر 1، صفحه نمبر 163، مطبوعه: مؤسسة الريان، بیروت)

بد مذہبوں کا قول حجت نہیں

رہی بات غیر مقلدین، مودودی یا ابن تیمیہ کی تو ان کا کہنا کوئی حجت نہیں، نہ ہی یہ حضرات کوئی مجتہد ہیں کہ ان کی بات قابل سماعت ہو۔ بلکہ اس مسئلے میں تو ان لوگوں نے جمہور امت کی مخالفت کر کے الگ راہ اختیار کی جو کہ مفروضۂ باطلہ اور تبع ہوائے نفس کے سوا کچھ نہیں۔ ایسے لوگوں کی باتوں پر عمل کرنا تو دور کی بات سننا بھی شرعاً روا نہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ ؕ وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ

الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴿۶۸﴾ ترجمہ: اور اے سننے والے! جب تو انہیں دیکھے جو ہماری آیتوں میں بیہودہ گفتگو کرتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لے جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہو جائیں اور اگر شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

(پارہ نمبر 7، سورۃ انعام 6، آیت نمبر 68)

شیخ الاِسلام والمسلمین امام اہل سنت اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 1340ھ / 1921ء) لکھتے ہیں: "سیدنا سعید بن جبیر شاگردِ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہم کو راستہ میں ایک بد مذہب ملا، کہا: کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، فرمایا: سننا نہیں چاہتا۔ عرض کی ایک کلمہ۔ اپنا انگوٹھا چھنگلیا کے سرے پر رکھ کر فرمایا: "وَ لَا نِصْفَ كَلِمَةٍ" آدھا لفظ بھی نہیں۔ لوگوں نے عرض کی اس کا کیا سبب ہے۔ فرمایا: ازیشان منھم (یہ گمراہوں میں سے ہے۔)... آئمہ کو یہ خوف تھا اور اب عوام کو یہ جرأت ہے ولا حول ولاقوۃ الاباللہ۔... دیکھو! امان کی راہ وہی ہے جو تمھیں تمھارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بتائی: "ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم" ان (بد مذہبوں) سے دور رہو اور انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کر دیں، وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ (صحیح مسلم) دیکھو! نجات کی راہ وہی ہے جو تمھارے رب عزوجل نے بتائی: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (ترجمہ: اور اگر شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔) بھولے سے ان میں سے کسی کے پاس بیٹھ گئے ہو تو یاد آنے پر فوراً کھڑے

ہو جاؤ۔"

(فتاوی رضویہ، کتاب السیر، جلد نمبر 15، صفحہ نمبر 106-107 ملتقطا، مطبوعہ: رضافاؤنڈیشن لاہور)

معترضین کی مستدل حدیث پاک

جہاں تک حدیث پاک سے جرابوں پر مسح کا جواز ثابت کرنے کا تعلق ہے تو وہ حدیث مع ترجمہ درج ذیل ہے، چنانچہ جامع ترمذی و سنن نسائی اور دیگر کتب حدیث میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "توضأ النبي صلى الله عليه وسلم ومسح على الجوربين والنعلين" ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جرابوں اور نعلین (جوتوں) پر مسح کرتے ہوئے وضو فرمایا۔

(جامع ترمذی، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 144، حدیث نمبر 99، مطبوعہ: دار الغرب الإسلامي، بیروت - سنن نسائی، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 123، حدیث نمبر 129، مطبوعہ: مؤسسة الرسالة بیروت)

امام ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 279ھ) نے یہ حدیث پاک نقل کرکے تحریر فرمایا: "هذا حديث حسن صحيح وهو قول غير واحد من أهل العلم. وبه يقول سفيان الثوري، وابن المبارك، والشافعي، وأحمد، وإسحاق، قالوا: يمسح على الجوربين وإن لم تكن نعلين، إذا كانا ثخينين" ترجمہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور یہ قول متعدد اہل علم کا ہے اور یہی قول امام سفیان ثوری، امام عبد اللہ ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد، اور امام

اسحاق رحمۃ اللہ علیہم کا ہے، یہ سب فرماتے ہیں کہ جرابوں پر مسح کیا جا سکتا ہے اگرچہ وہ چمڑے کی نہ ہوں بشرطیکہ وہ دبیر (موٹی) ہوں۔

(جامع ترمذی، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 144، حدیث نمبر 99، مطبوعہ: دار الغرب الإسلامي، بیروت)

معترضین کے اعتراض کا بطلان مع چھ معروضات

فأقول وباللہ التوفیق: اولاً یہ بات واضح کر دی جائے کہ ایسا نہیں کہ احناف اس حدیث پاک کے برخلاف ہر قسم کی جرابوں پر مسح کرنے کو ہی ناجائز ٹھہراتے ہیں بلکہ احناف دیگر احادیث مبارکہ پر نظر رکھتے ہوئے اس حدیث پاک کے درست محمل پر بھی عمل کرتے ہیں جس پر کہ صحابہ کرام و تابعین عظام کے افعال و اقوال دلالت کرتے ہیں بلاشبہہ ان ہستیوں کو آج کے دو کتابیں پڑھ کر ملا بننے والے شخص سے بدرجۂ کثیرہ دین اسلام اور شریعتِ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجھ بوجھ تھی۔ چنانچہ احناف کے نزدیک مفتٰی بہ قول کے مطابق ایسی جرابوں پر مسح جائز ہے جو کہ ثخین ہوں یعنی دبیز و موٹی ہونے کی وجہ سے چمڑے کے معنی و مفہوم میں شامل ہو جائیں۔ (ثخین کی قید خود امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے اس حدیث کے تحت مندرجہ بالا کلام سے مصرح ہے، نیز اس پر مزید دلائل آئندہ صفحات میں آرہے ہیں کہ یہی دلالۃ النص کا مقتضی اور یہی صحیح محمل حدیث ہے۔)

نخب الافکار میں علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:855ھ/1451ء) لکھتے ہیں: ”الحنفیون ما خالفوا ھا ھنا أحدا من

الصحابة، بل مذهبهم جميعا جواز المسح على الجوربين، وما رُوي عن أبي حنيفة في المنع فقد صح رجوعه عنه "ترجمہ: احناف نے یہاں کسی صحابی کی مخالفت نہیں کی بلکہ تمام احناف کا مذہب جرابوں پر مسح کرنے کے جواز ہی کا ہے اور جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے عدم جواز روایت کیا گیا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا رجوع فرمالینا صحیح (ثابت) ہے۔

(نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار في شرح معاني الآثار، جلد نمبر2، صفحہ نمبر302، مطبوعہ: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية قطر)

جد الممتار میں شیخ الاِسلام والمسلمین امام اہل سنت اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہے: " أمّا غيرهما أعني: غير المنعل والمجلّد، فإن رقيقاً لم يجز بلا خلاف، وإن ثخيناً جاز عندهما، وعليه الفتوى، والثخين ما يمكن المشي فيه فرسخاً ويستمسک بلا شدٍّ لصفاقته لا لضيقه "ترجمہ: بہر حال ان کے علاوہ یعنی منعل اور مجلد کے علاوہ جرابیں تو اگر وہ پتلی ہوں تو بلا اختلاف مسح جائز نہیں اور **اگر وہ موٹی ہوں تو صاحبین کے نزدیک جائز ہے اور اسی قول پر فتوی ہے۔** اور موٹی جراب سے مراد وہ کہ جس کے ساتھ ایک فرسخ تک چلنا ممکن ہو اور اپنے دبیز پن کی وجہ سے بغیر باندھے ٹھہر جائیں، نہ کہ تنگ ہونے کی وجہ سے۔

(جد الممتار علی رد المحتار، کتاب الطهارة، جلد نمبر2، صفحہ نمبر314، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ)

فتاوی رضویہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہے: **"سوتی یا اُونی موزے جیسے ہمارے بلاد میں رائج (ہیں) ان پر مسح کسی کے نزدیک درست نہیں** کہ نہ وہ مجلد ہیں، یعنی ٹخنوں تک چمڑا منڈھے ہوئے، نہ منعل یعنی تلا چمڑے کا لگا ہوا، نہ ثخین یعنی ایسے دبیز و محکم کہ تنہا اُنہیں کو پہن کر قطع مسافت کریں، تو شق نہ ہو جائیں اور ساق پر اپنے دبیز ہونے کے سبب بے بندش کے رُکے رہیں ڈھلک نہ آئیں اور اُن پر پانی پڑے تو روک لیں فوراً پاؤں کی طرف چھن نہ جائے جو پائتابے ان تینوں وصف مجلد منعل ثخین سے خالی ہوں اُن پر مسح بالاتفاق ناجائز ہے، ہاں اگر اُن پر چمڑا منڈھ لیں یا چمڑے کا تلا لگا لیں، تو بالاتفاق یا شاید کہیں **اُس طرح کے دبیز بنائے جائیں، تو صاحبین کے نزدیک مسح جائز ہو گا اور اسی پر فتوی ہے۔"**

(فتاوی رضویۃ، کتاب الطہارۃ، جلد نمبر4، صفحہ نمبر346-347، مطبوعہ: رضافاؤنڈیشن لاھور)

ثانیاً مخالفین کا غلط استدلال در حقیقت اس مسئلے کی ماخذ نصوص سے کما حقہ واقف نہ ہو پانے اور ان کی تفہم سے نابلد رہ جانے کی وجہ سے ہے کیونکہ ان لوگوں کو حدیث کے ظاہر لفظ "جوربین" سے مغالطہ لگا، اور لغات حدیث و فقہ سے ناواقفیت کی بنیاد پر انہوں نے آج کل کی عمومی جرابوں پر اس کا انطباق کرتے ہوئے ان پر مسح کو بھی جائز قرار دے دیا جو کہ یقیناً مقاصدِ شرع کے خلاف اور حدیث پاک کے محمل کے یکسر مغائر ہے۔ اس کی شاہد لغات حدیث و فقہ نیز اقوال فقہاو محدثین کے علاوہ ان حضرات کے پچھلوں کی عبارات بھی ہیں۔ (جو کہ نیچے ذکر

کی جائیں گی)

چنانچہ "جورب" لغت میں **پائتابہ** کو کہتے ہیں۔ عرب میں جورب اس جراب کو کہتے تھے جو چمڑے کی طرح مضبوط و موٹی ہوتی تھی، جسے ٹھنڈ وغیرہ سے بچنے کے لیے پاؤں میں پہنا جاتا تھا نیز اسے پہن کر مسلسل سفر طے کیے جایا کرتے تھے۔ جورب کی اصل کپڑے کی ہوا کرتی ہے مگر آگے اس کی متعدد اقسام تھیں، مثلاً اگر اس پر چمڑا منڈھ لیا جاتا تو اسے جورب مجلد کہتے، اگر صرف اس کے تلے پر چمڑا منڈھ لیا جاتا تو اسے جورب منعل کہتے۔ اکثر اوقات ان پر محض جورب کا اطلاق بھی کیا جاتا تھا اور بعض اوقات جورب مجلد کو خُف سے بھی تعبیر کر دیا جاتا تھا، جیسے کہ لمات التنقیح میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تعبیر خف سے کی۔ یوں ہی باریک چمڑے کے بنے ہوئے موزوں پر بھی جورب کا لفظ بول دیا جاتا۔ لہٰذا حدیث پاک میں بیان کردہ جورب کا اطلاق آج کل کی باریک اونی، سوتی یا کاٹن کی جرابوں پر کرنا غلط ہے، کہ یہ ویسی موٹی اور مضبوط نہیں ہوتیں نیز حدیث پاک میں جوربین مطلق ہے، جس میں سب شامل تو اس سے پتلی جرابوں پر ہی استدلال کیوں کر درست ہو گا جبکہ اس وقت میں جرابوں کا موٹا ہونا ہی عقلا متبادر ہے نیز دیگر کئی احادیث مشہورہ میں خف کے ذریعے اس اطلاق کی تقیید موجود ہے۔ پس اُس دور کی حالت اور لغوی و اصطلاحی اعتبار سے تو یہیں پر ان کے استدلال کا بطلان ظاہر ہو گیا۔

المعجم الوسیط میں ہے: "الجورب: ما يلبس في الرجل"

ترجمہ: جورب وہ کہ جسے پاؤں میں پہنا جاتا ہے۔
(المعجم الوسیط، صفحہ نمبر 184، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی)

لمعات التنقیح میں شیخ عبد الحق بن سیف الدین محدث دہلوی (المتوفی 1052ھ) مذکورہ حدیث پاک کے تحت جورب کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: "الجوراب خف يلبس على الخف إلى الكعب للبرد أو لصيانة الخف الأسفل من الدرن والغسالة" ترجمہ: جوراب ایسا موزہ جسے موزے کے اوپر ٹخنے تک پہنا جاتا ہے سردی کی وجہ سے، یا نچلے موزے کو دھون اور میل کچیل سے محفوظ رکھنے کے لیے۔
(لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح، جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 251، مطبوعہ: دار النوادر، دمشق)

البناية شرح هداية میں علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 855ھ/1451ء) لکھتے ہیں: "الجورب يتخذ من جلد يلتبس في القدم إلى الساق لا على هيئة الخف، بل هو لبس فارسي معرب وجمعه جواربة، وفي الصحاح: ويقال جوارب أيضاً. قلت: الجورب هو الذي يلبسه أهل البلاد الشامية الشديدة البرد، وهو يتخذ من غزل الصوف المفتول، يلبس في القدم إلى ما فوق الكعب. وفي المنافع: وجورب مجلد إذا وضع الجلد على أعلاه وأسفله، والمنعل هو الذي وضع جلد على أسفله كالنعل للقدم" ترجمہ: جورب ایسے چمڑے سے بنا ہوتا ہے جو پاؤں

میں پنڈلی تک پہنا جاتا ہے، موزے کی صورت پر نہیں ہوتا بلکہ یہ معرب فارسی پہناوا ہے۔ اس کی جمع جواربۃ آتی ہے اور الصحاح میں ہے کہ اس کی جمع جوارب بھی بولی جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں: جراب وہ ہے جسے شامی ممالک کے لوگ شدید سردی میں پہنتے ہیں، اور یہ اون کے دھاگے سے بنی ہوتی ہے اور پاؤں میں ایڑی کے اوپر ٹخنے تک پہنی جاتی ہے۔ اور المنافع میں ہے: جب جورب کے اوپر اور نیچے چمڑا لگا دیا ہو تو وہ جورب مجلد ہے، اور جورب منعل وہ کہ جس کے نیچے چمڑا لگایا ہو جیسے پاؤں کے لیے جوتا۔

(البنایۃ شرح الھدایۃ، کتاب الطھارۃ، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 607، مطبوعہ: المطبعۃ الخیریۃ)

رد المحتار میں خاتم المحققین علامہ ابن عابدین سید محمد امین بن عمر شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 1252ھ/1836ء) لکھتے ہیں: "الجورب لفافة الرجل قاموس، و كأنه تفسير باعتبار اللغة، لكن العرف خص اللفافة بما ليس بمخيط والجورب بالمخيط، ونحوه الذي يلبس كما يلبس الخف"

ترجمہ: جورب پاؤں کے لفافہ کو کہتے ہیں۔ قاموس۔ گویا کہ یہ لغت کے اعتبار سے تفسیر ہے لیکن عرف عام نے لفافہ کو اس کپڑے کے ساتھ خاص کر دیا جو سلائی نہیں کیا گیا ہوتا اور جورب کو سلائی کیے گئے کے ساتھ خاص کر دیا اور وہ اسی طرح پہنا جاتا ہے جیسے موزہ پہنا جاتا ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الطھارۃ، باب مسح الخفین، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 499، مطبوعہ: دار المعرفۃ، بیروت)

الموسوعة الفقهية الكويتية میں ہے:"الجورب هو ما يلبسه الإنسان في قدميه سواء كان مصنوعا من الصوف أو القطن أو الكتان أو نحو ذلك"ترجمہ: جورب وہ کہ جسے انسان اپنے پاؤں میں پہنتا ہے خواہ وہ اون، روئی، لینن یا اس جیسی کسی اور چیز سے بنائی گئی ہو۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية، جلد نمبر 37، صفحہ نمبر 271، مطبوعہ: مطابع دار الصفوة، مصر)

پیشوائے اہل حدیث کہ جسے غیر مقلدین شیخ الکل کا لقب دیتے ہیں، نذیر حسین دہلوی (المتوفی 1321ھ) کے فتاوی نذیریہ میں سے ایک سوال اور جواب کا اقتباس پیش خدمت ہے، چنانچہ سوال ہوا: "کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ **اونی یا سوتی جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں**؟ الخ..." تو جواباً تحریر کیا: "الجواب: **مذکورہ جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے** کیونکہ اس کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے اور مجوزین نے جن چیزوں سے استدلال کیا ہے اس میں (واضح) خدشات ہیں۔"

(فتاوی نذیریہ، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 326-327، مطبوعہ: اہل حدیث اکادمی، لاہور)

ثالثاً جورب کے خوب موٹے اور مضبوط ہونے کا بیان محض لغت و عرف کی بنا پر نہیں بلکہ تابعین عظام وغیرہ سے بھی اس کی تصریح منقول ہے۔ چنانچہ حضرت سعید بن مسیب اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا: "يمسح على الجوربين إذا كانا صفيقين" ترجمہ: جرابوں پر مسح کر سکتے ہیں جبکہ وہ دونوں

خوب دبیز (موٹی) ہوں۔

(المصنف لابن أبي شيبة، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 171، مطبوعہ: دار النوادر، دمشق)

المعجم الوسیط میں ہے: "صفُق الثوبُ: کثُف نسجه" ترجمہ: کپڑے کا صفیق ہونا یعنی کپڑے کی بنائی بہت دبیز ہوئی ہونا۔

(المعجم الوسیط، صفحہ نمبر 365، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی)

رابعاً اصل حکمِ قرآنی وضو میں پاؤں دھونے کا ہے، اسی پر عمل کرنا لازم ہے جبکہ موزوں پر مسح کرنا خلاف قیاس احادیثِ مشہورہ سے نص کی بنیاد پر ثابت ہے لہذا یہ منصوص تک ہی محدود رہے گا۔ پس حدیث مشہور سے منصوص خُف پر مسح کرنا ثابت ہے یعنی عبارۃ النص سے چمڑے کے موزوں پر اور دلالۃ النص سے موزوں کے مشابہ موٹی اور دبیز جرابوں پر کہ چمڑے کے موزوں کی طرح صرف ان کو پہن کر قطع مسافت ممکن ہو اور وہ پانی کے پاؤں تک پہنچنے کے بھی مانع ہوں نیز موزوں کی طرح اپنی ثخانت کے باعث پاؤں کے ساتھ چپکی رہیں۔ اس کے بر عکس اگر مذکورہ حدیث پاک میں جورب سے مراد باریک جرابیں لیں بھی تو باریک جرابوں پر مسح کا جواز مذکورہ حدیث کے باعث خبر واحد سے ثابت ہو گا، اور اصول یہ ہے کہ خبر واحد سے کتاب اللہ کے حکم میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا بر خلاف خبر مشہور کے، بلکہ اگر خبر واحد کتاب اللہ کے مقابل آئے تو پہلے تطبیق کی کوشش کی جائے گی اور اگر تطبیق و توفیق ممکن نہ ہو تو کتاب اللہ ہی پر عمل کرنا واجب ہو گا اور

خبر واحد پر عمل کو ترک کر دیا جائے گا۔ نیز اصولیین نے تصریح فرمائی کہ **خبر واحد پر عمل کرنے کی شرط یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ، احادیث مشہورہ، احادیث متواترہ اور اجماعِ امت کے خلاف نہ ہو۔** اس بنیاد پر دیکھا جائے تو یہ خبر واحد کتاب اللہ، حدیث مشہورہ متواترہ اور اجماعِ امت کے خلاف ہے لہذا اس کے ظاہر پر عمل نہیں ہو گا بلکہ یہ تاویل و تطبیق کی محتاج ہو گی، پس اس میں "جورب" کو مطلق قرار دیتے ہوئے خبر مشہور میں بیان کردہ "خُف" کے ذریعے اس کی تقیید کرنے سے یہ احتیاج پوری ہو جاتی ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ جب باریک جرابوں پر مسح کرنا حدیثِ متواترہ یا حدیث مشہورہ سے ثابت نہیں تو قرآن پاک کے اصل حکم یعنی پاؤں دھونے ہی پر عمل کرنا لازم ہو گا، چنانچہ اگر اونی یا سوتی کپڑے کی جرابیں پہنی ہوں تو وضو کرتے ہوئے انہیں اتار کر حکم قرآنی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے پاؤں دھونے ہوں گے۔

فتح القدیر میں امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 861ھ/1456ء) لکھتے ہیں: "لا شک أن المسح علی الخف علی خلاف القیاس فلا یصلح إلحاق غیرہ بہ إلا إذا کان بطریق الدلالۃ وھو أن یکون في معناہ، ومعناہ الساتر لمحل الفرض الذي ھو بصدد متابعۃ المشي فیہ في السفر وغیرہ" ترجمہ: اس میں کوئی شک نہیں کہ موزے پر مسح کا جواز خلاف قیاس ہے، پس کسی دوسری چیز کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا مگر یہ کہ وہ بطریقِ دلالۃ النص ہو اور وہ یوں کہ موزے کے معنی و مفہوم میں آ جائے۔ اور موزے کے معنی محل فرض کو ڈھانپنے والا ہونا ہے جس میں سفر وغیرہ کے دوران

مسلسل پیدل چلنا پھرنا ہو سکے۔

(فتح القدیر، کتاب الطہارۃ، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 157، مطبوعہ: دار الفکر)

احکام القرآن میں علامہ احمد بن علی ابو بکر رازی جصاص رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:370ھ/980ء) لکھتے ہیں: "والأصل فيه أنه قد ثبت أن مراد الآية الغسل على ما قدمنا، فلو لم ترد الآثار المتواترة عن النبي صلى الله عليه وسلم في المسح على الخفين لما أجزنا المسح، فلما وردت الآثار الصحاح واحتجنا إلى استعمالها مع الآية استعملناها معها على موافقة الآية في احتمالها للمسح وتركنا الباقي على مقتضى الآية ومرادها؛ ولما لم ترد الآثار في جواز المسح على الجوربين في وزن ورودها في المسح على الخفين بقينا حكم الغسل على مراد الآية ولم ننقله عنه"

ترجمہ: اور اس مسئلے میں اصل یہ ہے کہ جو ثابت ہوا، وہ یہ کہ آیت کی مراد غَسل (پاؤں کا دھونا) ہی ہے جیسا کہ گزر چکا، پس اگر نبی مکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے موزوں پر مسح کی متواتر احادیث وارد نہ ہوتیں تو ہم ہرگز مسح کو جائز قرار نہ دیتے۔ لہذا جب صحیح احادیث وارد ہوئیں اور آیت مبارکہ کے ساتھ ان کے استعمال کی دلیل قائم ہو گئی تو ہم نے آیت کے ساتھ اس کے مسح کے احتمال میں انہیں استعمال کیا آیت کی موافقت پر، اور ہم نے آیت کے مقتضی اور اس کی مراد پر باقی کو چھوڑ دیا۔ اور جب **جرابوں پر مسح کے جواز میں اس بھاری تعداد میں احادیث وارد نہیں ہوئیں جس طرح موزوں پر مسح کرنے کے حوالے سے بھاری تعداد میں وارد ہوئی ہیں تو ہم نے**

مرادِ آیت پر حکم غَسل (پاؤں دھونے کے حکم) ہی کو باقی رکھا اور ہم جرابوں پر مسح کی طرف منتقل نہ ہوئے۔
(أحكام القرآن للجصاص، جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 440، مطبوعہ: دار الكتب العلمية بيروت)

اصول الشاشی میں علامہ نظام الدین ابو علی احمد بن محمد شاشی (المتوفی: 344ھ/ 937ء) لکھتے ہیں: " وحكم الخاص من الكتاب وجوب العمل به لا محالة فإن قابله خبر الواحد أو القياس فإن أمكن الجمع بينهما بدون تغيير في حكم الخاص يعمل بهما وإلا يعمل بالكتاب ويترك ما يقابله "ترجمہ: اور کتاب اللہ کے خاص کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا قطعی طور پر واجب ہے، پس اگر اس کے مقابل خبر واحد یا قیاس آجائے تو اگر ان دونوں کو جمع کرنا ممکن ہو بغیر کتاب اللہ کے خاص کے حکم میں کوئی تبدیلی کیے تو ان دونوں پر عمل کیا جائے گا وگرنہ کتاب اللہ پر عمل ہو گا اور جو اس کے مقابل ہو اسے ترک کر دیا جائے گا۔
(اصول الشاشی، فصل في الخاص والعام، صفحہ نمبر 4-5، مطبوعہ: مكتبة المدينہ کراچی)

فصول الحواشی میں ہے: " (فإن أمكن الجمع بينهما بدون التغير فی حكم الخاص) مع تغير ما فی حكم الخبر (يعمل بهما) ای بالمتقابلين لان الاصل ان يعمل بالدلائل جمعا بينهما ان امكن والا ای

و ان لم یکن الجمع بینهما بدون تغیر فی حکم الخاص یعمل بالکتاب ویترک مایقابله لان الکتاب اقوی منهما لانه قطعی وهما ظنیان لان فی خبر الواحد شبهة الانقطاع عن الرسول ﷺ والقیاس مبناه علی الرای وهو یحتمل الغلط والضعیف لا یظهر فی مقابلة القوی "ترجمہ: تو اگر ان دونوں کو جمع کرنا ممکن ہو بغیر خاص کے حکم میں کوئی تبدیلی کیے، (اگرچہ) خبر واحد کے حکم میں کچھ تبدیلی کے ساتھ تو ان دونوں یعنی خاص اور متقابل پر عمل کیا جائے گا، کیونکہ اصل یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو دلائل کو مابین جمع کرتے ہوئے ان پر عمل کیا جائے، وگرنہ یعنی خاص اور متقابل (خبر واحد یا قیاس) کو بغیر خاص کے حکم میں تبدیلی کیے جمع کرنا ممکن نہیں تو کتاب اللہ پر عمل ہو گا اور جو اس کے مقابل ہو اسے ترک کر دیا جائے گا کیونکہ کتاب ان دونوں میں سے قوی ترین ہے اس لیے کہ وہ قطعی ہے جبکہ خبر واحد و قیاس ظنی ہیں، کیونکہ خبر واحد میں رسول اللہ ﷺ سے انقطاع کا شبہہ ہے اور قیاس رائے پر مبنی ہوتا ہے جو کہ غلطی کا احتمال رکھتا ہے اور ضعیف قوی کے مقابلے میں ظاہر نہیں ہوتا۔

(فصول الحواشی، فصل في الخاص والعام، صفحہ نمبر 27، مطبوعہ: مکتبة الحرم لاہور)

فصول الحواشی ہی میں ہے: ما بین القوسین عبارة أصول الشاشی "(شرط العمل بخبر الواحد أن لا یکون مخالفا للکتاب والسنة المشهورة) والمتواتر والاجماع لان هذه الادلة قطعیة والخبر

الواحدظني ولاتعارض بين القطعي والظني بوجه بل الظني يسقط بمقابلته (وأن لا يكون مخالفا للظاهر) "ترجمہ: خبر واحد پر عمل کی شرط یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ، حدیث مشہورہ، حدیث متواترہ اور اجماع کے مخالف نہ ہو کیونکہ یہ دلائل قطعی ہوتے ہیں اور خبر واحد ظنی ہوتی ہے، اور قطعی و ظنی کے مابین اس صورت میں تعارض نہیں بلکہ ظنی دلیل قطعی کے مقابلے میں آنے کے ساتھ ساقط ہو جاتی ہے، نیز (خبر واحد پر عمل کی شرط میں یہ بھی ہے کہ) وہ ظاہر (عموم بلوی) کے مخالف نہ ہو۔

(فصول الحواشی، بحث شرط العمل بخبر الواحد، صفحہ نمبر 365، مطبوعہ: مکتبۃ الحرم لاہور)

خامساً شارحین حدیث وفقہائے کرام نے اس حدیث کے اصل محمل کی تحقیق فرمائی اور مقصود شرع کو واضح فرمایا۔ چنانچہ **پہلی بات یہ کہ** لفظِ جورب محتمل ہے کہ عین ممکن کہ وہ جرابیں جن کا اس حدیث میں تذکرہ ہے وہ مجلد ہوں یا منعل، کیونکہ لفظ جورب ان کو بھی شامل ہے، اس سے محض باریک جرابیں مراد نہیں، بلکہ بعض حضرات نے تو اس کی منعل ہونے سے ہی تعبیر فرمائی اور اس کو اثار صحابہ سے ثابت کیا جیسا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن الکبری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم وضو کی حالت میں ایسا فرما رہے ہوں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو کی حالت میں وضو کرتے ہوئے پاؤں کو دھونے کی بجائے ان پر مسح فرمانا بھی ثابت ہے تو حالت وضو میں

جورب پر مسح فرمانا بعید نہیں۔ **دوسری بات یہ کہ** اس حدیث کا درست محمل اس جورب کا منعل و ثخین ہونا ہی ہے ولہذا حاصل حدیث یہی ہوا کہ اگر صرف جرابیں پہنی ہوں تو ان پر مسح کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ یا مجلد ہوں یا منعل یا ثخین (ان کی تعریفات آخر میں بیان کی گئی ہیں)، اس کی وجہ ہر عاقل شخص تو اوپر کی گئی گفتگو سے بخوبی جان سکتا ہے کہ خف کے مفہوم میں آنے کے لیے ان میں سے کسی ایک قسم کا ہونا ضروری ہے ورنہ خف کا مفہوم ان پر صادق نہ آئے گا، اور مفہومِ خف سے نکلنے کی صورت میں دلالۃ النص سے بھی خارج ہونے کے باعث منصوص سے نکل جائیں گی اور رخصتِ منصوصہ ساقط ہونے کی وجہ سے اصل حکمِ غَسل عود کر آئے گا یعنی پاؤں دھونے ہوں گے۔ **تیسری بات یہ کہ** اس حدیث پاک کی وجہ سے باریک جرابوں پر مسح کرنے کا استدلال اور موٹی جرابوں پر مسح کرنے پر اعتراض قطعا نہیں بنتا کیونکہ اس حدیث مبارکہ میں تو محض مخصوص حکایتِ حال ہے، اور اس میں ایسا عموم نہیں کہ باریک جرابوں کو شامل ہو اس لیے کہ اُس دور میں باریک جرابیں باآسانی دستیاب نہیں ہوا کرتی تھیں۔

سنن الکبری میں امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:458ھ/1066ء) لکھتے ہیں: ”وكان الأستاذ أبو الوليد رحمه الله تعالى يؤول حديث المسح على الجوربين والنعلين على أنه مسح على جوربين منعلين لا أنه جورب على الانفراد ونعل على الانفراد أخبرنا بذلك عنه أبو عبد الله الحافظ وقد وجدت لأنس بن مالك أثرا

يدل على ذلک... راشد بن نجيح، قال: رأيت أنس بن مالک دخل الخلاء وعليه جوربان أسفلهما جلود وأعلاهما خز فمسح عليهما"

ترجمہ: استاد ابو ولید رحمۃ اللہ علیہ جرابوں اور جوتوں پر مسح کی حدیث کی تاویل منعل جرابوں پر مسح کرنے کے ساتھ کیا کرتے تھے، نہ کہ اس میں جراب الگ اور جوتا الگ ہونے کے ساتھ۔ ہمیں ان سے یہ خبر ابو عبد اللہ الحافظ نے دی، اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ایسی اثر موجود ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے۔ (چنانچہ) راشد بن نجیح نے کہا میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ بیت الخلا میں داخل ہوئے اس حال میں کہ آپ نے ایسی جرابیں زیب تن کر رکھیں تھیں جن کا تلا چمڑے کا اور ان کا اوپری حصہ ریشم کا تھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان پر مسح فرمایا۔

(السنن الكبرى للبيهقي، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 428-429، مطبوعہ: دار الكتب العلمية بيروت)

المجموع شرح المهذب میں عظیم محدث علامہ ابو زکریا محی الدین بن شرف نووی (المتوفی: 676ھ / 1278ء) محمل حدیث بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حكاه البيهقي رحمه الله عن الأستاذ أبي الوليد النيسابوري أنه حمله على أنه مسح على جوربين منعلين لا أنه جورب منفرد ونعل منفردة **فكأنه قال مسح على جوربيه المنعلين**" ترجمہ: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے استاد ابو ولید نیساپوری سے حکایت کیا کہ آپ نے حدیث پاک کو منعل جرابوں پر مسح

کرنے پر محمول کیا، (حدیث پاک میں مراد) جراب علیحدہ اور جوتا علیحدہ ہو، ایسا نہیں۔ پس گویا کہ **انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے منعل جرابوں پر مسح کیا۔**
(المجموع شرح المهذب، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 500، مطبوعه: مطبعة التضامن الأخوي القاهرة)

احکام القرآن میں علامہ احمد بن علی ابو بکر رازی جصاص رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 370ھ/980ء) لکھتے ہیں: "فإن قيل: روى المغيرة بن شعبة وأبو موسى: أن النبي صلى الله عليه وسلم مسح على جوربيه ونعليه. قيل له: يحتمل أنهما كانا مجلدين، فلا دلالة فيه على موضع الخلاف؛ إذ ليس بعموم لفظ وإنما هو حكاية فعل لا نعلم. وأيضا يحتمل أن يكون وضوء من لم يحدث، كما مسح على رجليه وقال: "هذا وضوء من لم يحدث". ومن جهة النظر اتفاق الجمع على امتناع جواز المسح على اللفافة؛ إذ ليس في العادة المشي فيها، كذلك الجوربان. وأما إذا كانا مجلدين فهما بمنزلة الخفين ويمشي فيهما وبمنزلة الجرموقين، ألا ترى أنهم قد اتفقوا على أنه إذا كان كله مجلدا جاز المسح؟ ولا فرق بين أن يكون جميعه مجلدا أو بعضه بعد أن يكون بمنزلة الخفين في المشي "ترجمہ: پس اگر کوئی اعتراض کرے کہ مغیرہ بن شعبہ اور ابو موسی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی جرابوں اور نعلین پر مسح فرمایا۔ تو اس کا جواب یہ ہو گا کہ حدیث پاک میں ان جرابوں کے مجلد ہونے کا احتمال ہے پس

موضع اختلاف میں اس سے دلیل نہیں پکڑی جا سکتی کیونکہ وہ لفظ کے عموم کے ساتھ نہیں ہے، وہ تو محض ایسے فعل کی حکایت ہے جسے ہم نہیں جانتے۔ نیز اس کا بھی احتمال ہے کہ یہ اس شخص کا وضو ہو جو محدِث نہیں جیسا کہ (ایک حدیث پاک میں) نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پاؤں پر مسح کیا اور فرمایا یہ اس شخص کا وضو ہے جو محدث نہ ہو۔ اس نقطۂ نظر سے پاؤں پر لپیٹے کپڑے پر مسح جائز نہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے، اس لیے کہ اس میں عادۃً چلنا نہیں ہوتا، اسی طرح کپڑوں کی جرابوں کا حکم ہے۔ اور بہر حال جب جرابیں مجلد ہوں تو وہ چمڑے کے موزوں اور جرموقوں کے قائم مقام ہوں گی کہ ان میں چلا جا سکتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس بات پر فقہائے کرام کا اتفاق ہے کہ جب جرابیں مکمل مجلد ہوں تو ان پر مسح جائز ہے۔ اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ تمام کی تمام مجلد ہوں یا ان کا بعض حصہ، بعد اس کے کہ وہ چلنے پھرنے کے معاملے میں چمڑے کے موزوں کے قائم مقام (متصور) ہیں۔

(أحکام القرآن للجصاص، جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 440، مطبوعہ: دار الكتب العلمية بيروت)

سنن الکبری میں امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 458ھ/1066ء) لکھتے ہیں: "عن علي أنه دعا بكوز من ماء، ثم توضأ وضوءا خفيفا، ثم مسح على نعليه، ثم قال: هكذا وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم للطاهر ما لم يحدث. وفي هذا دلالة على أن ما روي عن علي في المسح على النعلين إنما هو في وضوء متطوع به لا

في وضوء واجب عليه من حدث يوجب الوضوء، أو أراد غسل الرجلين في النعلين، أو أراد المسح على جوربيه ونعليه، كما رواه عنه بعض الرواة مقيدا بالجوربين، وأراد به جوربين منعلين فثابت عنه رضي الله عنه غسل الرجلين، وثابت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم غسل الرجلين والوعيد على تركه، وبالله التوفيق" ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پانی کا برتن منگوایا پھر ہلکا وضو کیا پھر اپنے جوتوں پر مسح کیا اور پھر فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ہے اس پاک شخص کے لیے جسے حدث نہیں ہوا۔ اور اس اثر میں اس بات پر دلالت ہے کہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جوتوں پر مسح کرنا مروی ہے وہ محض نفلی وضو میں ہے نہ کہ اس وضو میں جو کہ موجب وضو حدث کی وجہ سے ان پر واجب ہوا، یا جوتوں میں پاؤں دھونا مراد ہے، یا جرابوں اور جوتوں پر مسح کرنا مراد ہے جیسا کہ آپ رضی اللہ عنہ سے بعض راویوں نے اسے لفظِ جوربین سے مقید کرتے ہوئے روایت کیا، اور اس سے مراد منعل جرابیں ہیں، ورنہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پاؤں دھونا ثابت ہے اور رسول اللہ ﷺ سے بھی پاؤں دھونا ہی ثابت ہے اور پاؤں دھونے کو ترک کرنے پر وعید فرمانا ثابت ہے۔

(السنن الكبرى للبيهقي، جلد نمبر 1، صفحه نمبر 122، مطبوعه: دار الكتب العلمية بيروت)

البنایۃ شرح ہدایۃ میں علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی:855ھ/1451ء) لکھتے ہیں:"كون الجورب منعلاً وهو محمل الحديث الذي رواه أبو موسى وغيره، ... لأنه يقول: إن المسح على الخف ورد على خلاف القياس؛ لأن النص يقتضي الغسل فلا يلحق به غيره، إلا ما كان في معناه من كل وجه، فثبت بدلالة النص لا بالقياس، فلو لم يكن المنعل مراداً في حديث أبي موسى وغيره يكون زيادة على النص بخبر الواحد، وذا لا يجوز، كذا في الكافي "ترجمہ: ان جرابوں کا منعل ہونا ہی محمل حدیث ہے جو حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے... کیونکہ خف پر مسح کرنا خلاف قیاس وارد ہے اس لیے کہ نص قرآنی تو پاؤں دھونے کا تقاضہ کرتی ہے پس خف کے ساتھ کسی غیر کو لاحق نہیں کیا جا سکتا مگر یہ کہ وہ ہر اعتبار سے خُف کے معنی میں ہو تو دلالۃ النص سے اس کا جواز بھی ثابت ہو جائے گا نہ کے قیاس کے ساتھ۔ **پس اگر حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث پاک میں جورب سے مراد منعل جراب نہ ہو تو یہ خبر واحد کے ذریعے نص قرآنی پر زیادتی ہو گی جو کہ جائز نہیں۔** ایسا ہی الکافی میں ہے۔

(البناية شرح الهداية، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 611، مطبوعہ: دار الكتب العلمية بيروت)

بدائع الصنائع میں ملک العلما امام ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی (المتوفی:587ھ/1191ء) لکھتے ہیں:"وأما الحديث فيحتمل أنهما كانا مجلدين، أو منعلين، وبه نقول، ولا عموم له؛ لأنه حكاية حال، ألا ترى أنه

لم يتناول الرقيق من الجوارب "ترجمہ: اور بہر حال (جرابوں پر مسح والی) حدیث تو اس میں جرابوں کے مجلد یا منعل ہونے کا احتمال ہے اور یہی ہمارا قول ہے۔ اور اس میں عموم نہیں (کہ باریک جرابوں کو شامل ہو) کیونکہ وہ تو محض حکایتِ حال ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ باریک جرابیں با آسانی دستیاب نہیں ہوتی تھیں۔

(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 142، مطبوعہ: دار الكتب العلمية بيروت)

شرح سنن ابی داؤد میں علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی (المتوفی: 855ھ / 1451ء) لکھتے ہیں: "وبهذا الحديث احتج أبو حنيفة على أنه يجوز المسح على الجوربين. فإن قيل: فمن أين يشترط أن يكون مجلداً أو منعلاً، والحديث مطلق؟ قلت: الحديث محمول على ذلک ومراد منه ذلک، ليكون معنى الخف، وبقولنا قال مالک، وأحمد، وداود" ترجمہ: اور اس (جرابوں پر مسح والی) حدیث سے ہی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا کہ جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ پس اگر کوئی اعتراض کرے کہ جراب کے مجلد یا منعل ہونے کی شرط کہاں سے لگائی گئی جبکہ حدیث پاک تو مطلق ہے؟ تو میں جواب دوں گا: حدیث پاک اسی پر محمول ہے اور حدیث پاک سے اسی طرح کی جراب مراد ہے تاکہ یہ خُف کے معنی و مفہوم میں ہو سکے۔ اور ہمارے والا قول ہی امام مالک، امام احمد اور امام داؤد رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے۔

(شرح سنن أبي داود للعيني، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 374، مطبوعہ: مکتبة

الرشد الریاض)

سادساً یہ تمام بحث تب ہے جبکہ اس حدیث مبارکہ کو صحیح تسلیم کیا جائے ورنہ تو کئی محدثین کرام نے اسے ضعیف قرار دیا ہے جن میں امام بیہقی، عبد الرحمٰن بن مہدی، امام احمد بن حنبل، علی بن مدینی، یحی بن معین نیز امام مسلم رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ شامل ہیں۔ اس لیے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے صحیح و معروف روایت مسح علی الخفین والی ہے۔ اسی بنیاد پر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحکیم پر اعتراض کیے گئے اور اسے ناقابل استدلال قرار دیا گیا، اگرچہ ان اعتراضات پر کلام کیا گیا ہے لیکن کم از کم یہ حدیث جرح سے خالی نہیں۔

سنن النسائی میں امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:303ھ/915ء) مذکورہ حدیث پاک نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:"قال أبو عبد الرحمن ما نعلم أن أحدا تابع أبا قيس على هذه الرواية والصحيح عن المغيرة: أن النبي صلى الله عليه وسلم مسح على الخفين "ترجمہ: ابو عبد الرحمٰن نے فرمایا کہ ہم کسی ایسے کو نہیں جانتے جس نے اس روایت میں ابو قیس کی متابعت کی ہو۔ جبکہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کے موزوں پر مسح فرمایا" ہی مروی ہے۔

(السنن الکبری للنسائی، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 123، مطبوعہ: مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

سنن الکبری میں امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی:458ھ/1066ء) لکھتے ہیں:"قال أبو محمد: رأيت مسلم بن الحجاج ضعف هذا الخبر وقال أبو قيس الأودي وهزيل بن شرحبيل: لا يحتملان هذا مع مخالفتهما الأجلة الذين رووا هذا الخبر عن المغيرة فقالوا: مسح على الخفين وقال: لا نترك ظاهر القرآن بمثل أبي قيس وهزيل "ترجمہ: ابو محمد یحیٰ بن منصور نے فرمایا کہ میں نے امام مسلم بن حجاج کو دیکھا کہ آپ نے اس حدیث پاک کو ضعیف قرار دیا اور فرمایا: ابو قیس اودی اور ہزیل بن شرحبیل سے یہ نا قابل امکان ہے، ان دونوں کے اجلہ محدثین کی مخالفت کے سبب کہ جب اُنہوں نے اس حدیث کو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا تو کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا۔ نیز امام مسلم نے فرمایا: ہم ابو قیس اور ہزیل جیسے کے ذریعے قرآن کے ظاہر حکم کو ترک نہیں کرسکتے۔

(السنن الكبرى للبيهقي، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 425، مطبوعہ: دار الكتب العلمية بيروت)

المجموع شرح المهذب میں علامہ ابو زکریا محی الدین بن شرف نووی (المتوفی: 676ھ/1278ء) لکھتے ہیں"والجواب عن حديث المغيرة من أوجه أحدها أنه ضعيف ضعفه الحفاظ وقد ضعفه البيهقي ونقل تضعيفه عن سفيان الثوري وعبد الرحمن بن مهدي وأحمد ابن حنبل وعلي بن المديني ويحيى بن معين ومسلم بن الحجاج وهؤلاء هم أعلام أئمة الحديث وإن كان الترمذي قال حديث حسن فهوءلاء

مقدمون علیه بل کل واحد من هوءلاء لو انفرد قدم علی الترمذي باتفاق أهل المعرفة "ترجمہ: حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پاک کا کئی طریقوں سے جواب دیا جا سکتا ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ حدیث پاک ضعیف ہے، جسے حفاظِ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ نیز **امام بیہقی نے اسے ضعیف فرمایا اور اس کی تضعیف سیدنا سفیان ثوری، عبد الرحمٰن بن مہدی، امام احمد بن حنبل، علی بن مدینی، یحیٰ بن معین اور امام مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہم سے نقل فرمائی**، اور یہ سب کبار آئمۂ حدیث ہیں۔ اگرچہ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن فرمایا پس یہ سب کبار محدثین ان پر مقدم ہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک انفرادی طور پر بھی باتفاقِ اہلِ معرفت امام ترمذی پر مقدم ہے۔

(المجموع شرح المهذب، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 500، مطبوعه: مطبعة التضامن الأخوي القاهرة)

مشہور اہل حدیث نذیر حسین دہلوی (المتوفی 1321ھ) نے لکھا: "(یہ) ثقات کی مخالفت ہے، باقی رہا ترمذی کا اس کو حسن صحیح کہنا تو امام نووی نے کہا کہ جن لوگوں نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے ان میں سے ہر ایک امام ترمذی سے مقدم ہے، اور پھر یہ اصول بھی ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔"

(فتاوی نذیریه، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 329، مطبوعه: اہل حدیث اکادمی، لاہور)

سنن ابی داؤد میں امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 275ھ / 888ء) نے یہ حدیث حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت

کرنے کے بعد فرمایا: " كان عبد الرحمن بن مهدي لا يحدث بهذا الحديث، لأن المعروف عن المغيرة أن النبي صلى الله عليه وسلم مسح على الخفين.وروي هذا أيضا عن أبي موسى الأشعري عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه مسح على الجوربين، وليس بالمتصل ولا بالقوي "ترجمہ: عبد الرحمٰن بن مہدی اس حدیث پاک کو بیان نہیں کیا کرتے تھے کیونکہ حضرت سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی معروف حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خفین پر مسح فرمانے کی ہے۔ نیز یہ حدیث حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جرابوں پر مسح کرنا روایت کیا، مگر یہ حدیث نہ ہی متصل ہے اور نہ ہی قوی۔

(سنن أبي داود، جلد نمبر1، صفحه نمبر115، مطبوعه: دار الرسالة العالمية)

شرح سنن ابی داؤد میں امام ابو الفضل جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی (المتوفی: 911ھ/1505ء) مذکورہ بالا عبارت کے تحت لکھتے ہیں: " (وليس بالمتّصل) لأنّه من رواية الضحاك بن عبد الرّحمن بن عَرْزب عن أبي موسى، ولم يثبت سماعه منه. (ولا بالقويّ) لأن راويه عن الضحاك عيسى بن سنان، ضعّفه أحمد وابن معين وأبو زرعة والنسائي وغيرهم "ترجمہ: (یہ حدیث متصل نہیں) کیونکہ یہ ضحاک بن عبد الرحمٰن بن عرزب کی سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے (بلاواسطہ) روایت میں سے ہے اور سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے اس کا سماع ثابت ہی نہیں۔ (اور یہ حدیث قوی نہیں)

کیونکہ اسے ضحاک بن عیسیٰ بن سنان سے روایت کیا گیا جسے امام احمد بن حنبل اور ابن معین اور ابوزرعہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔
(مرقاة الصعود إلى سنن أبي داود، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 139، مطبوعہ: دار ابن حزم، بیروت لبنان)

حاصل کلام

خلاصۂ کلام یہ کہ احناف کا مذہبِ مہذب قرآن و سنت کے عین مطابق ہے جو کہ دلائل شرعیہ سے مزین ہونے کے ساتھ ساتھ اشکالات سے بھی پاک ہے، چنانچہ بر قولِ مفتی بہ عند الاحناف جن پائتابوں پر مسح جائز ہے وہ بنیادی طور پر دو قسم میں منقسم ہیں: (1) چمڑے کے موزے؛ یعنی جو مکمل چمڑے کے بنے ہوئے ہوتے ہیں، ان میں ہر طرح کے موزے پر مسح کی اجازت ہے جبکہ بقیہ شرائط بھی پوری ہوں۔ (2) کپڑے کی جرابیں؛ لیکن ان میں صرف تین قسم کی جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے: (۱) مجلد جراب: ایسی جراب جس کے اوپر نیچے ٹخنوں تک کا حصہ چمڑے کا ہو یا کسی دوسری چیز کا ہو، لیکن اس پر اوپر نیچے چمڑا جوڑ دیا گیا ہو۔ (۲) منعل جراب: وہ جراب جس کا تلوا چمڑے کا بنایا گیا یا تلوے پر چمڑا جوڑ دیا گیا ہو اور بقیہ کسی اور موٹی چیز کی ہو۔ (۳) ثخین جراب: وہ جراب جو اتنی موٹی اور مضبوط ہو کہ تنہا اسی کو پہن کر تین میل (تقریباً ساڑھے پانچ کلومیٹر (5,486m)) یا اس سے زیادہ سفر کریں، تو وہ پھٹ نہ جائے، اور اُس پر پانی پڑے تو روک لے کہ فوراً پانی پاؤں کی طرف نہ چلا جائے، نیز موٹی اور مضبوط ہونے کے باعث کسی چیز سے

باندھے بغیر پاؤں پر ٹھہری رہے، ڈھلک نہ پڑے۔

پس جو جرابیں اور موزے مندرجہ بالا اقسام میں سے کسی قسم میں داخل ہوں تو ان پر مسح کرنا جائز ہو گا۔ ان کے علاوہ کسی پر جائز نہیں، بشمول باریک جرابوں کے، جیسے کہ اونی، سوتی یا کاٹن کی مروجہ جرابیں۔ لہذا اگر کسی شخص نے ایسی باریک جرابوں پر مسح کیا ہو تو اس کا وضو مکمل نہ ہونے کے سبب نماز محض باطل ہو گی، اور جتنی نمازیں ایسی حالت میں ادا کیں ان سب کی قضا کرنے کے ساتھ ساتھ توبہ کرنا بھی فرض ہو گا۔

و اللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابو محمد احمد رضا عطاری حنفی

28 شعبان المعظم 1445ھ/9 مارچ 2024ء

مراجع والمصادر

کتاب	مصنف	مطبوعہ
قرآن مجید	کلام باری تعالیٰ	...
أحکام القرآن للجصاص	علامہ احمد بن علی ابو بکر جصاص	دار الکتب العلمیۃ
سنن أبي داود	امام سلیمان بن اشعث سجستانی	دار الرسالۃ العالمیۃ
جامع ترمذی	امام ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی	دار الغرب الإسلامي
المصنف لابن أبي شیبۃ	امام عبد اللہ بن محمد بن أبي شیبۃ	دار النوادر، دمشق
السنن الکبری للبیہقي	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی	دار الکتب العلمیۃ
السنن الکبری للنسائی	امام ابو عبد الرحمٰن احمد نسائی	مؤسسۃ الرسالۃ
المجموع شرح المھذب	علامہ محی الدین بن شرف نووی	مطبعۃ التضامن الأخوي
مرقاۃ الصعود إلی سنن أبي داود	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی	دار ابن حزم
شرح سنن أبي داود للعیني	علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی	مکتبۃ الرشد
لمعات التنقیح في شرح مشکاۃ	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	دار النوادر
نخب الأفکار في تنقیح مباني الأخبار	علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی	وزارۃ الأوقاف والشؤون الإسلامیۃ
البدائع الصنائع	ملک العلماء امام ابو بکر کاسانی	دار الکتب العلمیۃ
فتح القدیر	امام ابن الہمام محمد بن عبد الواحد	دار الفکر

البنایۃ شرح الھدایۃ	علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی	المطبعۃ الخیریۃ
الدر المختار	علامہ محمد بن علی حصکفی حنفی	دار الکتب العلمیۃ
رد المحتار علی الدر المختار	محمد امین ابن عابدین شامی	دار الکتب العلمیۃ
جد الممتار	اعلی حضرت امام احمد رضا خان حنفی	مکتبۃ المدینہ، کراچی
فتاوی رضویہ	اعلی حضرت امام احمد رضا خان حنفی	رضا فاؤنڈیشن لاہور
بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی	مکتبۃ المدینہ
المعونۃ علی مذھب عالم المدینۃ	قاضی عبد الوھاب بغدادی مالکی	المکتبۃ التجاریۃ
مختصر المزني	ابو ابراہیم اسماعیل بن یحی المزنی	دار الفکر
مسائل حرب الکرماني	ابو محمد حرب بن اسماعیل کرمانی	مؤسسۃ الریان
الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ	...	مطابع دار الصفوۃ
اصول الشاشی	علامہ نظام الدین احمد بن محمد شاشی	مکتبۃ المدینہ
فصول الحواشی	...	مکتبۃ الحرم
المعجم الوسیط	...	دار احیاء التراث العربی
فتاوی نذیریہ	نذیر حسین	اہل حدیث اکادمی

☆☆☆